بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ
عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹
رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ
بروز جمعرات
The Daily ALFAZL RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۶۱/۲۶ | ۴ر شعبان ۱۳۹۲ھ ۱۴ ر تبوک ۱۳۵۱ ہش ۱۴ر ستمبر ۱۹۷۲ء | نمبر ۲۰۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۳ر تبوک ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ لمبے سفر کی وجہ سے کچھ کوفت محسوس فرماتے ہیں۔ ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا العالی کی صحت و عافیت کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

عزیز عثمان احمد صاحب ابن مکرم مسعود احمد خانصاحب دہلوی ایڈیٹر الفضل راولپنڈی میں شدید بیمار ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے کامل و عاجل صحت عطا فرمائے۔ آمین

ابن مکرم محمد حنیف صاحب مینیجر ملٹری فارم (ریٹائرڈ) دار النصر غربی ربوہ برادرم محمد رشید صاحب مینیجر یونائیٹڈ بینک لمیٹڈ جالندھرا اٹیاں ضلع لائل پور گذشتہ دنوں ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ احباب سے کامل و عاجل شفایابی کے لئے درخواست دعا ہے

(عطاء الکریم شاہد
مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ ۔ کیمل پور)

نصرت جہاں ریزرو فنڈ

واقفین کی شاندار قربانیاں

جب نصرت جہاں سکیم آگے بڑھو کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بنیاد رکھی تو حضور نے ڈاکٹروں اور اساتذہ کو بھی تحریک فرمائی کہ وہ آگے بڑھیں اور اپنے آپکو افریقہ میں کام کرنے کیلئے وقف کریں۔ ڈاکٹر وہاں جاکر ہیلتھ سنٹرز کھولیں اور اساتذہ درسگاہیں قائم کریں۔ خلافت حقہ کی برکت ہے کہ ان احباب نے جو حضور کے مخاطب تھے اس تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے آپکو وقف کر دیا۔ اور ابھی یہ سلسلہ جاری ہے نتیجۃً بفضل اللہ تعالیٰ اسوقت تک اٹھارہ تجربہ کار ڈاکٹر مغربی افریقہ کے ممالک میں پہنچ چکے ہیں اور چودہ اعلیٰ تعلیمیافتہ اساتذہ نے بھی ان ممالک میں جاکر کام شروع کر دیا ہے۔ جزاہم اللہ خیرًا۔

ان تمام کاموں پر کافی خرچ ہو رہا ہے۔ اس لئے جماعت کے مخلصین سے یہ درخواست ہے کہ وہ نصرت جہاں ریزرو فنڈ میں فراخدلی سے حصہ لیں۔ تاکہ کسی وقت بھی روپیہ کی کمی کی وجہ سے کام میں روک پیدا نہ ہو۔

(سیکرٹری نصرت جہاں ریزرو فنڈ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس دُنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔ جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے

ایسا دِل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو۔ بغیر چون و چرا کے خدا تعالیٰ کے حکموں کو ماننے والا ہو

"سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اُس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ کیا اُس کے آگے بھی مکّاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بد بخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

عزیزو! اِس دُنیا کی مجرّد منطق ایک شیطان ہے اور اِس دُنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے۔ جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے اور بیباکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اِس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔ جیساکہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآنِ کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں، ان کی طرف کان دھرو اور انکے موافق اپنے تئیں بناؤ۔ ...... مجھے اسوقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اُٹھاتا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو۔ اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف سے حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق کو چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیساکہ اللہ جلّشانہ فرماتا ہے۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور یعنی بُتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وُہ بُت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلہ حق سے تمہارا مُنہ پھیرتی ہے وُہی تمہاری راہ میں بُت ہے۔ سچی گواہی دو اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہیئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔"

(ازالہ اوہام حصّہ دوم صفحہ ۵۴۹، ۵۵۰)

پبلشر: مسعود احمد؛ پرنٹر: سید عبدالحی؛ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ؛ مقام اشاعت: دفتر الفضل دار الرحمت غربی، ربوہ؛ قائمقام ایڈیٹر: شیخ خورشید احمد؛

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۷؍ماہ تبوک ۱۳۵۱ھش

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام میں آزادئ عقیدہ

اسلام حقیقی معنوں میں آزادئ عقیدہ اور آزادئ ضمیر کا مذہب ہے۔ وہ اپنی بات منوانے کے لئے ہرگز کسی جبر و اکراہ کا قائل نہیں اور صاف اور غیر مبہم الفاظ میں یہ اعلان کرتا ہے کہ :-

"لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ" (البقرہ)

یعنی دین کے معاملات میں کسی جبر و اکراہ سے کام لینا ہرگز جائز اور مناسب نہیں ہے۔

اسلام بار بار افلا تعقلون - افلا تتفکرون - افلا یعقلون - لقوم یعقلون کہہ کر براہ راست انسانی عقل و دانش کو اپیل کرتا ہے اور ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین کہہ کر اپنی صداقت کی بنیاد واضح اور روشن دلائل پر رکھتا ہے۔

قرآن حکیم خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے :-

انما علیٰ رسولنا البلاغ المبین (التغابن)

فان اسلموا فقد اھتدوا و ان تولوا فانما علیک البلاغ (آل عمران)

یعنی اے رسول تیرا کام تو خدا کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا دینا ہے۔ تیرا یہ کام نہیں ہے کہ لوگوں کو اس پیغام کو قبول کرنے پر مجبور بھی کرے۔ ظاہر ہے کہ جب رسولؐ کو یہ ہدایت ہے تو لازمًا اس کے متبعین کے لئے بھی یہی حکم ہوگا کہ ہرگز کسی کو اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے!

غرض قرآن مجید ایسی ہدایات اور ایسے احکام سے بھرا پڑا ہے جن سے یہ بات بالکل صاف اور واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام دین کے معاملہ میں ہرگز کسی پر جبر کو پسند نہیں کرتا۔ وہ ہر انسان کو یہ آزادی بخشتا ہے کہ وہ جس مذہب اور جس مسلک کو چاہے اختیار کرے۔

لیکن یہ دیکھ کر تعجب اور افسوس ہوتا ہے کہ ان روشن اور واضح احکامات کے باوجود یورپ کے بعض مستشرقین اسلام کی طرف اس امر کو منسوب کرتے ہیں کہ گویا وہ تلوار کے ذریعے دین کی اشاعت کا حکم دیتا ہے اور جو شخص اسلام قبول نہ کرے اسے تہ تیغ کرنے کی ہدایت کرتا ہے۔ دشمنِ اسلام نے تو خیر اسلام دشمنی کے نتیجہ میں یہ الزام لگا دیا لیکن یہ دیکھ کر بہت زیادہ دکھ اور افسوس ہوتا ہے کہ خود بعض مسلمانوں نے اس الزام کی تردید کرنے کی بجائے اس کی تائید کرنا شروع کر دی اور وہ یہ کہنے لگے کہ نعوذ باللہ اسلام کا

"منتہائے مقصود ہی بزور شمشیر باطل نظاموں کو مٹا کر ان کی جگہ اسلامی حکومت قائم کرنا ہے۔"

انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس سے زیادہ افسوس کا مقام کیا ہوگا کہ خود مسلمان ہی دشمنِ اسلام کے باطل پراپیگنڈا کا شکار ہو کر اسلام کی طرف یہ بہتان منسوب کر دیں۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ

جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسلام کے روشن اور حسین چہرہ پر غلط فہمیوں اور دانستہ پھیلائی ہوئی بہتان تراشیوں کے جن تاریک پردوں کو چاک کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضور نے براہین نیرہ کے ساتھ اس امر کو واضح کیا کہ اسلام اپنی معجزانہ ترقی اور محیر العقول کامیابیوں کے لئے ہرگز کبھی کسی تلوار کا محتاج نہیں ہوا۔ اس کی حسین و جمیل اور بہترین تعلیم خود اتنی جاذبیت و کشش اپنے اندر رکھتی ہے جو اسے چار دانگِ عالم میں پھیلانے کا موجب ہوتی ہے۔

حضور علیہ السلام نے اپنی بعثت کی غرض ہی یہ بیان فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ مسیح موعود اس لئے آیا ہے تا

"دین کے نام سے تلوار اٹھانے کے خیال کو دور کرے اور حجج و براہین سے ثابت کر دکھائے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اپنی اشاعت میں تلوار کی مدد کا ہرگز محتاج نہیں بلکہ اس کی ذاتی خوبیاں اور اس کے حقائق و معارف اور حجج و براہین اور خدا تعالیٰ کی زندہ تائیدات اور نشانات اور اس کا ذاتی جذب ایسی چیزیں ہیں جو ہمیشہ اس کی ترقی اور اشاعت کا موجب ہوئی ہیں۔ اس لئے تمام لوگ آگاہ رہیں جو اسلام کے بزور شمشیر پھیلائے جانے کا اعتراض کرتے رہیں کہ وہ اپنے اس دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔ اسلام کی تائیدات اپنی اشاعت کے لئے کسی جبر کی محتاج نہیں ہیں۔ اگر کسی کو شک ہے تو وہ میرے پاس رہ کر دیکھ لے کہ اسلام اپنی زندگی کا ثبوت براہین اور نشانات سے دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۷۶)

مقام مسرت ہے کہ اب آہستہ آہستہ مسلمان اس حقیقت حال کو سمجھنے لگے ہیں جو اس زمانہ میں احمدیت نے پیش کی اور یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اسلام پر کسی جبر و اکراہ کو منسوب کرنا واقعی ایک ظلم عظیم ہے جس کی بہرحال تردید ہونی چاہیئے۔ یہی وجہ ہے کہ اب مختلف اخبارات و جرائد میں اس الزام کی تردید میں مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک مضمون لائل پور کے ایک جریدہ میں شائع ہوا ہے جس میں مضمون نگار نے لکھا ہے کہ :-

"اسلام میں آزادئ عقیدہ کس حد تک ہے اور جبر و اکراہ کس حد تک۔ اس موضوع پر بحث کرنے کے لئے تین حقیقتیں سامنے رکھنا ضروری ہے پہلی حقیقت یہ ہے کہ روئے زمین پر کار فرما کوئی طاقت کیوں نہ ہو وہ انسانوں پر ہر معاملہ میں جبر و اکراہ کر سکتی ہے اور ان کی مرضی کے خلاف جو بات چاہے منوا سکتی ہے لیکن دین اور عقیدے کی بات کبھی نہیں منوا سکتی۔ دوسری حقیقت یہ ہے کہ اللہ سبحانہ نے اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات سے منع فرما دیا ہے کہ جو شخص آپ کی بات نہ سننا چاہے، اُسے اصرار کے ساتھ نہ سنائیے۔ جو شخص اعراض کا رویہ اختیار کرے اس کے پیچھے نہ پڑیئے۔ ..... تیسری حقیقت یہ ہے کہ اسلام فکر و عقل، غور و تدبر، فہم و نظر اور فواد و بصر کا دین ہے۔ اس لئے وہ عقل کو مخاطب کرتا ہے، حکمت کو دعوت دیتا ہے۔ دلیل کی طرف متوجہ کرتا ہے، برہان سے چھاپہ مارتا ہے اور تبادلہ خیالات سے فتح کرتا ہے۔ ... یہ ہیں وہ تین ضروری حقائق جنہیں ہمیں اس وقت مدنظر رکھنا چاہیئے۔ جب ہم اسلام عظیم کے بارے میں اس موضوع پر بحث کر رہے ہوں کہ آیا اسلام مذہبی آزادی کا حامی ہے یا مذہبی جبر و اکراہ کا۔" (المنبر ۱۵؍اگست ۱۹۷۲ء)

مندرجہ بالا اقتباس میں اسلام کا جو موقف پیش کیا گیا ہے۔ بلاشبہ وہی صحیح اور درست ہے اور یہ وہی موقف ہے جسے آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے۔ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرونی ممالک میں بھی۔ بالخصوص عیسائی دنیا میں ہم روشن اور واضح دلائل کے ساتھ وسیع پیمانے پر ایسا لٹریچر شائع کر رہے ہیں جس میں اس امر کو واضح کیا گیا ہے کہ اسلام میں کسی قسم کا بھی جبر ہرگز جائز نہیں ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ہی دنیا میں وہ واحد مذہب ہے جس نے حقیقی معنوں میں آزادئ عقیدہ اور آزادئ ضمیر کو تسلیم کیا اور کسی مرحلہ پر بھی جبر کو جائز نہیں رکھا۔ جن غیر مسلم مؤرخین و مستشرقین نے غیر جانبداری کے ساتھ ہمارے لٹریچر کا اور تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا ہے وہ بھی اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ :-

"ہم اس رائے سے ہرگز موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا۔ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جائے وہ جلد ہی ظالم سے واپس لے لی جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت جبر اور ظلم سے کی ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان نہ رہتا لیکن اسلام آج بھی دنیا میں ترقی کر رہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس کے بانی کے اندر روحانی شکتی اور بنی نوع انسان کے لئے پریم تھا اور محبت و رحم کا پاک جذبہ تھا۔" (ایک ہندو اخبار "ست اپدیش")

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آسمانی اجرام میں مخلوق

از مکرم چوہدری ضیاء اللہ صاحب گارڈن ٹاؤن ـــ لاہور

قرآن پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق صرف زمین پر ہی نہیں بلکہ آسمانوں میں بھی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ۔
(حشر آیت ۲۵)

یعنی آسمان کے لوگ بھی اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے ہیں اور زمین کے لوگ بھی۔ اس آیت میں اشارہ فرمایا کہ آسمانی اجرام میں آبادی ہے اور وہ لوگ بھی پابند خدا کی ہدایتوں کے ہیں"

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص ۱۰۲ شائع کردہ الشرکۃ الاسلامیہ ربوہ)

اور خدا تعالیٰ کی غیر محدود صفات کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اس کی سب صفات بشمول صفت خالقیت اور ربوبیت کے محض کرۂ ارض تک ہی محدود نہ ہوں بلکہ ان کی جلوہ گری کی کوئی حد بست نہ ہو۔ اس لئے اگر یہ سمجھا جائے کہ اس کی مخلوق صرف زمین پر ہے تو یہ اس کی غیر محدود صفات کو محدود کرنے کے مترادف ہوگا کیونکہ کل کائنات میں زمین کا مقام اس قدر چھوٹا ہے کہ اس کا تصور بھی ممکن نہیں اسلئے کوئی مومن ایک لحظہ کے لئے بھی خدا تعالیٰ کی مخلوق کو صرف کرۂ ارض تک ہی محدود نہیں سمجھ سکتا اور پھر وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ (مدثر آیت ۳۲) کا واضح فرمان بھی اس حقیقت کی طرف راہنمائی کرتا ہے کہ اس کی مخلوق کے لشکر اس قدر کثیر ہیں کہ اس ذات بے ہمتا کے سوا کسی اور کو ان کا کچھ بھی علم نہیں۔

حال ہی میں میری نگاہ سے ایک کتاب لائف اِن دی سٹارز (Life in the stars) گزری ہے جس کے مصنف سر فرانسز ینگ ہسبینڈ (Sir Francis Yong Husband) نے اس کتاب میں بہت سا ایسا مواد پیش کیا ہے جو اس قرآنی حقیقت کی تائید میں سائنس اور علم ہیئت کی روشنی میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ اس مضمون کے ذریعہ ان کے استدلال کا کچھ خلاصہ اپنے الفاظ میں قارئین کے پیش خدمت ہے۔

وہ لکھتا ہے کہ جو کچھ سائنسدانوں نے لکھا ہے اُس کے مدنظر ہم بعض نتائج اخذ کرنے پر مجبور ہیں اور سائنس کی رو سے یہ اغلب ہے کہ ستاروں میں زندگی موجود ہے اور جب ہم سائنس اور فلسفہ کو سامنے رکھ کر کائنات کی ہیئت، وضع اور ترکیب پر غور کرتے ہیں تو یہ صاف نظر آتا ہے کہ ستاروں پر عقل سے بہرہ ور مخلوق ضرور آباد ہے اور جو کچھ معلوم ہوتا ہے اُسی کے مدنظر نہ صرف ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ موجود ہونی چاہئے بلکہ ضروری موجود ہے اور جو بات ایک وقت تک محض ایک قیاس تھی وہ اب ایک یقینی امر ہے اور بجز ایک حد سے زیادہ محتاط انسان کے یہ امر زیادہ قرین قیاس سمجھیگا کہ ایسی مخلوق ضرور موجود ہے کیونکہ اس ساری وسیع و عریض کائنات میں جس کی وسعتوں کو سائنس نے محیر العقول ثابت کر دیا ہے۔ صرف کرۂ ارض پر ہی عقل سے بہرہ ور مخلوق خیال کرنا حد درجہ کی نادانی ہوگی۔ دنیا کے سمندروں کے ساحلوں پر جس قدر ریت کے ذرے موجود ہیں خلا میں ان سے زیادہ اجرام فلکی ہیں۔ اوسط درجہ کا ستارہ ہماری زمین سے دس لاکھ گنا زیادہ بڑا ہے۔ سورج بھی ایک ستارہ ہے اور ہماری زمین سے سب سے زیادہ قریب ہے اور اسی وجہ سے سب سے زیادہ روشن ہے اس کا فاصلہ ہماری دنیا سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل ہے اور اس کا قطر ۸۶۵۰۰۰ میل ہے یعنی بعض ستارے اس قدر بڑے ہیں کہ اگر ہماری زمین اور سورج ان میں رکھ دیئے جائیں تو ہماری زمین سورج کے گرد ان ستاروں میں اپنی موجودہ ۹ کروڑ تیس لاکھ میل کی دوری پر ہی گردش کرے گی اور اس کے باوجود دس کروڑ میل اندر رہتی ہوئی بھی ہوگی۔ بعض ستاروں کا قطر ۵۰ کروڑ میل لمبا ہے اور ایک کا تو ۱۹ کروڑ میل ہے۔ الغرض اجرام فلکی کی بڑائی اور عظمت کا تو یہ نقشہ ہے جو سائنس پیش کرتی ہے اور خلا میں ان کی دوری اور فاصلوں کا یہ عالم ہے کہ ان میں سے بعض سے روشنی جو ۱۸۶۰۰۰ میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے (یعنی ۶۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰۰ میل فی سال) کو چلے ہوئے دس لاکھ سال ہو گئے ہیں اور ہنوز یہ ہماری دنیا تک نہیں پہنچ پائی۔

کائنات کے اس نقشہ اور اس ثابت شدہ سائنسی حقیقت کے مدنظر کہ تمام کائنات ایک وحدت ہے مندرجہ ذیل نتائج لازمی ہو جاتے ہیں

۱- اگر کائنات ایک وحدت ہے یعنی الگ الگ اشیاء کا مجموعہ نہیں بلکہ اپنی ذات میں ایک مکمل وحدت ہے۔

۲- اور یہ کہ ہر ایک شے دوسری شے سے منسلک ہے اور اپنا فریضہ ایک وحدت کے اندر اس طرح ادا کر رہی ہے کہ خود اثر ڈالتی ہے اور اثر قبول بھی کرتی ہے اور خود ساری وحدت کا ضروری حصہ ہے اور اگر ایک ہی خلق کرنے والی تخلیقی قوت ساری کائنات میں کارفرما ہے اور ہمیشہ سے کارفرما رہی ہے۔

۳- اور اگر یہ خلق کرنے والی مُدبّر بالا رادہ طاقت ایک بلند و بالا مقصد کی سمت ہر شے کو حرکت دے رہی ہے تو پھر ہمارے لئے یہ قبول کرنا بالکل لازمی ہو جاتا ہے کہ یہ مُدبّر بالا رادہ تخلیقی طاقت نظام شمسی کی طرح تمام ستاروں میں بھی ہمیشہ سے بلا کسی استثناء کے کام کرتی آئی ہے اس لئے جو کچھ ہمارے اپنے نظام شمسی میں ہو رہا ہے بالکل ویسے ہی دوسرے نظام ہائے شمسی میں ہو رہا ہوگا کیونکہ سب کائنات ایک وحدت ہے اور جو کچھ اس کے ایک حصہ میں ہو رہا ہے ویسے ہی دوسروں میں ضرور ہو رہا ہوگا اور چونکہ اس مُدبّر بالا رادہ ہستی نے یہاں عقل سے بہرہ ور مخلوق اپنی معرفت حاصل کرنے کے لئے پیدا کی ہے تو وہ دوسرے نظام ہائے شمسی میں بھی پیدا کی ہوگی۔ یقیناً یہ انتہا درجہ کی حماقت اور اپنی اہمیت کا ایک سراسر غلط زعم ہوگا اگر ہم یہ تصور کریں کہ یہ ان گنت اجرام فلکی جن کی نشاندہی سائنس کرتی ہے اور جو سب ایک ہی تخلیقی قوت کے دست فیض سے نمودار ہوئے ہیں عقل سے بہرہ ور مخلوق سے خالی رکھے گئے ہیں اور اس کا جود و کرم صرف اور صرف ہم انسانوں پر ہی ہوا ہے۔ فاطر ہستی کا ادب اور اپنی کم مائیگی کا سچا احساس یہ تقاضا کرتا ہے کہ ہم ڈرتے ہوئے کہیں کہ ایسے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ان احساسات سے لبریز دل کے ساتھ آئیے ہم ذرا تفصیل سے صورت حال کا جائزہ لیں اور حقائق کو جیسے یہ ہم کو معلوم ہیں ذرا غور سے دیکھیں۔

گرمیوں کے ایک دن چلئے ہم ساحل سمندر کی ایک چٹان پر جا کھڑے ہوں اور وہاں سے پہلے سورج کو دیکھیں اور پھر زمین کو اور ایسا کرنے کے بعد یہ سوچیں کہ یہ زمین ایک وقت میں سورج کا حصہ تھی۔ سورج آتشیں گیس کا ایک بہت عظیم گولہ ہے جس کا قطر ۸۶۵۰۰۰ میل ہے اور جس میں سے گیس کے شعلے اس کی سطح سے کئی کئی لاکھ میل اونچے اٹھتے ہیں۔ اور اسکے اندر درجہ حرارت اس قدر اونچا ہے کہ اگر ہم اپنی جیب سے ایک پیسہ لیکر اُسے اُس کے اندر کی حرارت تک گرم کریں تو اس کی گرمی سے اُس کے گرد ہزاروں میل تک کی ہر شے جل کر راکھ سیاہ ہو جائے۔ اگرچہ سورج زمین سے ۹ کروڑ ۳۰ لاکھ میل دور ہے لیکن پھر بھی اس قدر گرم اور روشن ہے کہ اگر ہم کو زمین کے گرد ہوا کا خول اس کی گرمی سے بچاتا ہے لیکن پھر بھی ہم اس کو زیادہ دیر تک دیکھنے کی تاب نہیں پاتے اور ہمارے جسم اس کی گرمی سے حفاظت کے اسباب میسر آنے پر راحت اور آرام محسوس کرتے ہیں لیکن یہ زمین جس پر ہم کھڑے ہیں اور سب کچھ جو اس پر موجود ہے ایک وقت میں اسی آتشیں گولے کا حصہ تھی۔ وہ چٹان جس پر کھڑے ہوئے ہم یہ سارا نظارہ دیکھ رہے ہیں ہمارے لئے وجہ حیرت ہونی چاہیئے کہ یہ بھلا کس طرح اس کا حصہ تھی۔ ہم نے اکثر جلے ہوئے کھنڈر دیکھے ہیں۔ اسی طرح یہ چٹان بھی سورج کا جلا ہوا ایک کھنڈر ہے۔ لیکن جب ہم اس چٹان سے سمندر پر نگاہ ڈالتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ یہ سمندر بھی سورج سے پیدا شدہ ہے یعنی آگ سے پانی تو یقیناً ہم اپنے آپ کو ایک حیرت کن معجزہ کے قرب میں پاتے ہیں۔ یہ سب کچھ بھلا کس طرح ہو گیا؟ سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ پانی ہائیڈروجن اور آکسیجن کا مرکب ہے یعنی دو حصہ ہائیڈروجن اور ایک حصہ آکسیجن۔ لیکن یہ دونو گیسیں چند مخصوص حالات حرارت و دباؤ وغیرہ کے ماتحت ہی پانی میں منتقل ہو سکتی ہیں لیکن یہ کیسے ہوا کہ وہ مخصوص اور بالکل صحیح حالات کرۂ ارض پر اس کے سورج

سے علیحدہ ہونے پر رونما ہو گئے؟ کیا یہ صرف اتفاق اور حادثہ کی وجہ سے تھا کہ بالکل وہی حالات جو ہائیڈروجن اور آکسیجن کو جب یہ مقررہ مقدار میں اکٹھی ہوں پانی میں بدل دیتے ہیں معرض وجود میں آ گئے یا ایک مدبر بالا ارادہ ہستی نے جو ایک خاص مقصد کے لئے کام کر رہی ہے یہ کام کیا ہو؟ اور پھر ہم جب سمندر سے نگاہ ہٹا کر ذرا زمین کو دیکھتے ہیں تو اسے رنگوں سے آراستہ پاتے ہیں لہلہاتے کھیت سبز درخت۔ رنگا رنگ کے پھول ہر سمت خوشکن منظر پیش کرتے ہیں اور ہم حیرت میں ڈوبے ہوئے پوچھتے ہیں کہ آگ کے گولے سے رنگ کیسے نمودار ہوئے؟ کیا یہ صرف اتفاق تھا؟ اور پھر ہم ہر جگہ مخصوص صورتیں پاتے ہیں گھاس کے پتوں کی اپنی صورت ہے۔ یہی حال درختوں اور پھولوں کا ہے اور پھر ہم ہزارہا اقسام کی شکلیں دیکھتے ہیں اور ہم پوچھتے ہیں کہ کیا یہ سب صورتیں اور شکلیں محض اتفاق سے نمودار ہو گئی ہیں یا ایک حکم دینے والی تخلیقی قوت کی کارفرمائی ان کا باعث بنی ہے؟ اور پھر ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ انواع و اقسام کی زندگی رکھنے والی اشیاء ایک خوردبینی ذرہ سے کروڑہا سال پیشتر ساحلِ سمندر کے ایک گرم حصہ میں پانی سے نمودار ہوئی تھیں۔ (وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (انبیاء: ۳۱) اور کیا یہ محض اتفاق تھا کہ ایک خوردبینی ذرہ اپنی اصلی حدود پھاند کر ایک جان رکھنے والی شے میں تبدیل ہو گیا اور اگر یہ اتفاق تھا تو کیا یہ بھی اتفاقی تھا کہ ایک حد درجہ ناتواں اور ضعیف خوردبینی ذرہ اس قدر نامساعد حالات میں جو اسے گھیرے ہوئے تھے ان میں نہ صرف قائم رہا بلکہ ان مخالف حالات پر غالب بھی آ گیا اور اپنی ترقی کی منازل بھی طے کرتا گیا (وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا۔ (سورۃ نوح ۱۵) اور اگر یہ بھی اتفاق تھا تو کیا یہ بھی اتفاق تھا کہ ان ابتدائی خوردبینی ذروں کے باہم اتصال سے کتنی انواع و اقسام نمودار ہوئیں جو زیادہ پیچیدہ اور ارفع تھیں اور پھر ایک بہت لمبا زمانہ گزرنے پر زندگی کی بے شمار اقسام معرض وجود میں آ گئیں اور کیا یہ بھی اتفاق تھا کہ اتفاق کا تھا لمبا اور پُرحکمت سلسلہ چل نکلا اور کیا یہ بھی اتفاق تھا کہ ایک ذرۂ سورج سے زندگی اپنے تمام اعلیٰ اونچے مدارج میں خود بخود نمودار ہو گئی یا یہ کہ کچھ ایک حد درجہ حکیم تخلیقی طاقت (جو ایک خاص مقصد کو سامنے رکھ کر کام کر رہی ہو) کی قدرت نمائی تھی بالکل اسی طرح جس طرح ہم اپنے جسم کے ہر ذرہ کے متعلق علم رکھتے ہیں کہ یہ ایک خاص مقصد کے لئے کام میں لگا ہوا اپنا فرضِ منصبی ادا کر رہا ہے تا ہماری زندگی کا قیام جو اس کا اصل مقصد ہے پورا ہوتا رہے۔ ان سب امور کے متعلق غور کرنے کے بعد کیا یہ نتیجہ زیادہ قرین قیاس اور معقول نظر نہیں آتا کہ انسان کا سورج سے پیدا ہونے کا معجزہ فاطر ہستی کا مسلسل اور لگاتار حکیمانہ تدبیر کی کارفرمائی ہے نہ کہ چند اتفاقی حادثات کا ظہور۔ عقل اس بات کو رد کرتی ہے کہ انسان جیسی معجزانہ شے محض اتفاقی حادثات کی وجہ سے معرض وجود میں آ گئی ہو۔ محض اندھی طاقتیں اس درجہ حیرت انگیز نتیجہ ہرگز ہرگز پیدا نہیں کر سکتیں اور جو کچھ ایک جلتے ہوئے کھنڈر پر جو ایک وقت میں سورج کا حصہ تھا آنکھ دیکھ لیتی ہے یقیناً اتفاق کا ظہور نہیں ہو سکتا۔

اگر اتفاق ہی کائنات کی کارکردگی میں غالب عنصر نظر آتا تو پھر زمین کے علاوہ دوسرے اجرام فلکی میں جو ہو رہا ہے یا ہوتا ہے کی بحث عبث اور لاحاصل ہوتی۔ لیکن جیسے کہ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ کائناتِ عالم میں اتفاق کی اندھیر نگری ہرگز نہیں بلکہ ہر شے ایک حد درجہ حکیمانہ نظام اور قانون کے اندر اپنے مقرر کردہ دائرہ میں معروفِ عمل ہے اور یہ قانون ایک ذرۂ خاک سے لے کر بڑے بڑے اجرام سماوی تک ہر شے کو اپنی گرفت کے شکنجہ میں لئے ہوئے ہے اور کوئی شے بھی اس سے باہر نہیں اور قسم قسم کی رنگینیاں جو ہم کرۂ ارض پر دیکھتے ہیں یعنی کیا انسان اور کیا حیوان اور کیا پہاڑ اور کیا سمندر یہ سب اسی تخلیقی قوت کی معجزہ نمائی ہیں۔ اب اس ناقابلِ تردید ثبوت کے بعد آیئے ایک بار پھر ہم ذرا شہر سے باہر زمین کے کسی اونچے مقام پر چلیں لیکن اس دفعہ دن کو نہیں بلکہ رات کے اندھیرے میں تا سورج کی روشنی موجود نہ ہو اور وہ ہم کو کائنات میں ہمارے اصل مقام کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ کر سکے گھٹا ٹوپ اندھیری رات میں ستاروں سے مزین اور چمکتا ہوا آسمان ہم کو ان سے اس رنگ میں ہمکلام کرے گا کہ ہم پر ان کا شدید اور گہرا اثر ہو گا۔ اور ہمارے لئے یہ ممکن ہو سکے گا کہ ہم اپنے نظام شمسی کے معلوم شدہ حقائق کی روشنی میں دوسرے نظام ہائے شمسی جو کائنات میں پھیلے ہوئے ہیں کے متعلق کچھ استدلال کر سکیں۔ ممکن ہے اس پر اعتراض ہو کہ بھلا ہم اپنے مخصوص حالات سے ایسا استدلال کرنے میں کیونکر حق بجانب ہو سکتے ہیں لیکن یہ اعتراض درست نہیں۔ اگر ہمارے جسم کے ہر ذرہ کو اپنے متعلق پوری آگاہی ہو اور اسے ان Protons اور Electrons اور Atoms اور Molicules کا بھی جن کا یہ بنا ہوا ہے علم ہو اور پھر یہ بھی معلوم ہو کہ کیسے یہ ہمارے جسم پر اثر ڈالتا اور اثر قبول کرتا ہے تو اس صورت میں جسم کے دوسرے حصوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کے متعلق ضرور بہ گمانِ غالب کے رنگ میں گفتگو کر سکتا بالکل اسی طرح ہم بھی اس علم کی روشنی میں جو ہم کو اپنے نظام شمسی کا ہے دوسرے نظام ہائے شمسی کے حالات کے متعلق قیاس کر سکتے ہیں اور جو کچھ یہاں پچھلے کروڑہا سالوں میں سورج کے ایک ذرہ یعنی ہماری زمین پر ہوا ہے اس کو سامنے رکھ کر اور اس تعلق کے مدنظر جو اسے کل کائنات سے ہے (اور جو ایک وحدت ہے) اور جس کا ہمارا نظام شمسی ایک حصہ ہے اور اس سے الگ تھلگ کوئی شے نہیں صحیح قیاس آرائی کر سکتے ہیں اور چونکہ کائنات ایک وحدت ہے اور ہم اس کا حصہ ہیں اس لئے جو اس کے ایک حصہ پر ہوا ہے ویسا ہی اس کے دوسرے حصوں پر ہونا قرین قیاس ہے۔ اب جب ہم اندھیری رات میں ستاروں بھرے آسمان کو دیکھتے ہیں تو ہم ان کی کثرت کو دیکھ کر حد درجہ متاثر ہونا شروع ہوتے ہیں اور ہم زمین سے نکل کر افلاک میں گم ہو جاتے ہیں اور ہمارا حد درجہ تنگ اور محدود زمینی نقطۂ نگاہ وسیع اور افلاکی ہو جاتا ہے اور یکا یک ہم خود کو ان کا حصہ پاتے ہیں۔ یہ اور ہم ایک ہیں اگرچہ بظاہر الگ الگ اور بہت دور دور ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہم صرف اپنے سورج کا حصہ نہیں بلکہ ہم اور ہمارا سورج اور یہ سب ستارے ایک مکمل کائنات (جو ایک وحدت ہے) کا حصہ ہیں اور ہمارا یہ احساس بالکل درست ہے کیونکہ سائنس ساری کائنات میں ایک ربط، ایک نظام اور درجہ بندی بتاتی ہے۔ ان ستاروں سے ان مختلف اقسام کی روشنیوں اور شعاعوں کا ہماری دنیا تک پہنچنا جن کا سائنس پتہ دیتی ہے اس تعلق کی واضح دلیل ہے۔ پھر ہمارے سورج سے اُن تک بھی اسی طرح روشنی پہنچتی ہے اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ کشش ثقل بھی ہر جگہ اپنا کام کر رہی ہے اور تمام حصے ایک دوسرے کی طرف کشش رکھتے ہیں اور پھر سائنس یہ بھی بتاتی ہے کہ ہمارے جسم اور سورج اور ستارے سب ایک مادہ سے تیار شدہ ہیں اور وہ تمام کیمیائی عناصر جو ہماری دنیا میں موجود ہیں دوسرے ستاروں میں بھی موجود ہیں اور ایک بنیادی عنصر یعنی ہائیڈروجن ہر جگہ موجود ہے۔ اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا سورج ان کروڑوں ستاروں میں سے ایک ہے جو اس دُخانی ہیولے سے (ثُمَّ اسْتَوٰى إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ (حٰم السجدۃ: ۱۲) بالکل ایسے ہی پیدا ہوتے ہیں جیسے آتش بازی کا چکر لگانے والا ایک پہیہ چکر لگاتے ہوئے چنگاریاں پھینکتا ہے۔ ان میں سے ہر چنگاری نے اپنی زندگی کی کہانی جو کروڑہا سالوں تک جاری رہنے والی ہے ایک ہی طرح سے شروع کی ہو گی اور ہمارے اپنے سورج کی کہانی بھی اسی طرح شروع ہوئی ہو گی اور دوسرے سب ستاروں کی جو ہماری کہکشاں سے بھی باہر ہیں یہی کہانی ہے۔ ہمارا یہ جذبہ کہ یہ اور ہم آپس میں منسلک اور بندھے ہوئے ہیں بالکل معقول ہے کیونکہ یہ اور ہم مل کر ایک وحدت بناتے ہیں اور الگ تھلگ ہرگز نہیں اور یہ ان گنت چمکتے ہوئے ستارے ان مٹھی بھر ہیروں کو جن کو فضا میں یونہی بکھیر دیا گیا ہو اور جن کا آپس میں کوئی جوڑ یا تعلق نہ ہو کا نقشہ ہرگز پیش نہیں کرتے۔ ان میں سے ہر ایک کی زندگی کی اپنی کہانی ہے یعنی اس کی پیدائش اور ارتقاء کی اور ان میں سے ہر ایک مختلف قسم کے اثرات رکھنے والی قوت کی ضو فشانیاں کرتا ہے اور سب مل کر ایک مکمل وحدت بناتے ہیں جو ہمارے سامنے ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ ہمارے آگے بھی اور ہمارے پیچھے بھی۔ ہمارے دائیں بھی اور ہمارے بائیں بھی اور ہمارے اوپر بھی اور ہمارے نیچے بھی۔ اگر زمین شفاف ہوتی تو ہم کو ہمارے پاؤں کے نیچے بھی ہر طرف فضا میں ستارے اسی طرح پھیلے ہوئے اور بکھرے ہوئے نظر آتے جیسے یہ آسمان میں رات کو نظر آتے ہیں۔ الغرض ہم اور یہ سب ایک ہیں اور ایک ہی وحدت کا حصہ ہیں اور ہمارا نظام شمسی اپنی ذات میں مکمل نہیں اور نہ ہی یہ خلا میں یہ بے نیاز رنگ میں گامزن ہے بلکہ اس کا دارومدار اور بقا ہر باقی کائنات پر ہے اور اس وسیع و عریض کائنات میں ہمارا نظام شمسی ہرگز کسی امتیازی شان کا مالک نہیں اور نہ ہی یہ ایسا مرکزی ستارہ ہے کہ جس کے اردگرد سب کچھ گھوم رہا ہے بلکہ کروڑ ستاروں میں سے صرف ایک ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب اصل صورت یہ ہے تو کیا یہ یقینی امر غالب نہیں کہ وہ تخلیقی قوت جس کا ہم کو تجربہ ہوا ہے اور جس نے ایک قطرۂ نار سے ہماری زمین اور ہمارے سمندر ، ہمارے دریا اور ہمارے پہاڑ اور قسما قسم کی مخلوق اور پھر ہم انسانوں کو پیدا کیا اس نے دوسرے ستاروں پر کیا کچھ اپنی خالقیت اور ربوبیت کے ماتحت نہ کیا ہوگا اور ہمارے نظام شمسی کی جو خوبی ہے وہی باقی حصۂ کائنات کی لازمی طور سے ہوگی۔ اور اگر ہماری دنیا پر ماؤں کی مامتا ، بہادروں کی بہادری ، پارساؤں کی پارسائی اور عارفوں کی معرفت کارگاہ ہستی نے پیدا کی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ باقی حصۂ کائنات کو ان بلند اور اعلیٰ اقدار سے محروم رکھا ہوگا۔ اگر کائنات ایک ہے تو ساری کائنات میں خالق ہستی کا ایک ہی قانون یعنی اعلیٰ اقدار کو مسلسل وجود میں لانا لگاتار کام کر رہا ہوگا اور ظاہر ہے کہ ان اعلیٰ اقدار کا ہونا عقل سے بہرہ ور مخلوق کے موجود ہونے پر موقوف ہے لیکن اس مخلوق کا ہماری طرح کا ہونا ضروری نہیں کیونکہ فاطر ہستی صرف ہماری طرح کی مخلوق بنا کر دوسری اَن گنت اور انواع و اقسام کی عقل سے بہرہ ور مخلوق بنانے سے عاجز نہیں اور ہم کو کسی دوسری مخلوق کا دوربینوں سے نظر نہ آنا کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ الیکٹرونز کو بھی تو ہم دوربینوں سے ہرگز نہیں دیکھ سکتے بلکہ محض ان کے اثرات سے جو تجربہ گاہوں میں حاصل ہوتے ہیں جانتے ہیں۔ دوسرے ستاروں کی مخلوق کی تخلیق اُن عناصر سے مختلف عناصر سے ہوئی ہوگی جن سے کہ ہم پیدا ہوئے ہیں اس لئے کہ یہ ہماری طرح کی نہیں ہوگی۔ اور سائنس کی رو سے یہ عین ممکن ہے کہ ہر جگہ مخلوق اپنے مخصوص حالات کے مدنظر دوسرے اجرام کی مخلوق سے مختلف نوع اور قسم کی ہو۔

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝

ورزشی مقابلہ جات سالانہ اجتماع

اس سال سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ ۱۹۷۲ء کے موقعہ پر فٹ بال ، والی بال ، کبڈی ، رسہ کشی کے اجتماعی مقابلہ جات ہوں گے۔ اجتماعی مقابلہ جات میں سات ٹیمیں شامل ہو سکیں گی۔ جن کے لئے علاقہ کی تقسیم مندرجہ ذیل ہے۔ ہر علاقہ کے کھلاڑی اپنے قائد مقامی کی معرفت اپنے علاقہ کے نمائندہ سے رابطہ قائم کریں۔

(۱) کراچی ۔ علاقہ حیدرآباد ، علاقہ کوئٹہ ان کے نمائندہ مکرم قائد صاحب حیدرآباد ڈویژن ہوں گے جن کا پتہ چوہدری عبدالغفور صاحب S.D.O جام شورو

(۲) خیرپور ڈویژن ۔ اسکے نمائندے مکرم قائد صاحب علاقہ خیرپور ہوں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے مکرم شریف احمد صاحب چوہدری معرفت محمد اسلم صاحب دوکاندار باندھی ضلع نوابشاہ۔

(۳) سرگودھا ڈویژن معہ احمد نگر ۔ اس کے نمائندے مکرم قائد صاحب علاقہ سرگودھا چوہدری ریاض احمد صاحب ۷/۸۹ اے سٹیلائٹ ٹاؤن سرگودھا ہوں گے۔

(۴) لاہور ڈویژن ۔ اس کے نمائندے مکرم قائد صاحب ضلع لاہور ملک منیر احمد صاحب جاوید مکان نمبر ۱۴ گلی نمبر ۳ مغل پورہ لاہور ہوں گے۔

(۵) ربوہ ۔ ان کے نمائندے مکرم مہتمم صاحب مقامی ربوہ چوہدری سمیع اللہ صاحب سیال ہوں گے۔

(۶) علاقہ راولپنڈی ، صوبہ سرحد ، علاقہ آزاد کشمیر ۔ اس کے نمائندے مکرم قائد صاحب راولپنڈی حال چوہدری منیر احمد صاحب ۔ اے ۔ ڈی ۔ آئی سکول گجرات ہوں گے۔

(۷) علاقہ ملتان ، علاقہ بہاولپور ۔ اس کے نمائندے قائد صاحب علاقہ بہاولپور ڈاکٹر رانا مبارک احمد صاحب یزمان روڈ بہاولپور ہوں گے۔

نوٹ :- ا ۔ ٹیموں کی اطلاع یکم اکتوبر تک منتظم ورزشی مقابلہ جات کو پہنچ جانی ضروری ہے۔ ورنہ ٹیمیں شامل نہ ہو سکیں گی۔

ب ۔ ہر ٹیم کے ساتھ ایک ریفری کا آنا ضروری ہے۔

ج ۔ کبڈی کے کھلاڑی اپنے ساتھ نیکر یا جانگیہ لائیں گے۔ لنگوٹی پہننے کی اجازت نہ ہوگی۔

منتظم ورزشی مقابلہ جات سالانہ اجتماع ۱۹۷۲ء

درخواست دعا

میرا چھوٹا بھتیجا مسمی ناصر محمود بعمر تین سال دو ہفتہ سے بعارضہ پولیو بیمار ہے تکلیف بہت زیادہ ہے احباب کرام سے اس کی صحت کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (محمد نواز مومن کاپی ریڈر الفضل ربوہ)

تعمیر مساجد ممالک بیرون کیلئے نمایاں حصہ لینے والی خواتین

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے جن بہنوں کو تعمیر مساجد ممالک بیرون پاکستان کے لئے تین سو روپیہ یا اس سے زائد ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے ان کی ایک فہرست درج ذیل ہے قارئین کرام سے ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

۷۹۷	حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ربوہ	مزید	۳۰۰/۰۰ روپے
۷۹۸	محترمہ بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ منجانب غوثاں صاحبہ مرحومہ	مزید	۴۰۱/۶۹ روپے
۷۹۹	محترمہ صفیہ بیگم صاحبہ اہلیہ عطا محمد صاحب ٹھیکیدار مرحوم ربوہ حال راولپنڈی	مزید	۳۰۰/۰۰ روپے
۸۰۰	محترمہ شریفہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری عبدالحق صاحب مع دختران محمود مصر کاشانہ لاہور		۳۴۰/۰۰ روپے
۸۰۱	محترمہ ناصرہ مجتبیٰ صاحبہ سرگودھا	مزید	۵۰۰/۰۰ روپے
۸۰۲	محترمہ ڈاکٹر بشریٰ قریشی صاحبہ پشاور	مزید	۱۲۵/۰۰ روپے

وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ

ناصرات الاحمدیہ کا نصاب

معیار سوم :- قرآن کریم ناظرہ ، نماز سادہ ، ارکان اسلام ، سورۃ العصر ، سورۃ کوثر ، سورۃ الناس کامیابی کے سامان پیدا ہونے کی دعا ، تسبیح یاد کرنا اس کے علاوہ مسجد کے آداب ، نماز جمعہ ، نماز عیدین ، نماز قصر ، کلمہ طیبہ ، کلمہ شہادت ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے نام ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے نام ، جماعت احمدیہ کے عقائد مختصراً ، یاد رکھنے کی باتیں کے ابتدائی ۱۵ صفحات ، عہدنامہ ناصرات۔

معیار دوم :- راہِ ایمان کا پہلا حصہ ، جماعت احمدیہ کی مختصر تاریخ کا پہلا باب ، یاد رکھنے کی باتیں کے پہلے ۱۹ صفحات ، عہد نامہ ناصرات

معیار اوّل :- کتاب راہِ ایمان پوری ، مختصر تاریخ احمدیت کتاب پوری قرآن کریم کے پہلے پارے کا ترجمہ ، عام دینی معلومات ، یاد رکھنے کی باتیں مکمل یاد ہوں۔ اسکے علاوہ ابتدائی طبی امداد اور خانہ داری بھی کورس میں شامل ہے۔ پہلے امتحان کا نتیجہ لجنات کو بھجوا دیا گیا ہے۔ دوسرے امتحان کا نصاب مندرجہ بالا ہے امتحان کی تاریخ کا اعلان بعد میں ہوگا لجنات اطلاع دیں کہ انہیں کتنے پرچے چاہئیں۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ)

ماہنامہ خالد ربوہ کی اشاعت بڑھایئے

رسالہ خالد مجلس خدام الاحمدیہ کا آرگن ہے جس میں علاوہ بلند پایہ علمی اور تربیتی مضامین کے خدام الاحمدیہ کی سرگرمیوں سے متعلق خبریں ، رپورٹیں اور اعلانات بھی شائع ہوتے ہیں خدام کے لئے اس رسالہ کا خریدنا اور پڑھنا اور اسکی اشاعت بڑھانے میں مرکز کی مدد کرنا بہت ضروری ہے۔

قیمت سالانہ چھ روپے فی پرچہ ۶۰ پیسے (مینیجر رسالہ خالد ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امتحان اطفال برائے وظیفہ انعامی

احمدی بچوں میں سلسلہ سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا شوق پیدا کرنے کے لئے مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی جانب سے ایک انعامی مقابلہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر منعقد کیا جاتا ہے اس سال یہ اجتماع ۵/۶/۷ ماہ اکتوبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ احباب سے گذارش ہے کہ وہ اس مقابلہ کے لئے بچوں کو تیار کروائیں۔ اس مقابلہ میں اوّل دوم آنے والوں کو علی الترتیب ایک سال کی پوری اور نصف فیس بطور وظیفہ مجلس کی جانب سے پیش کی جاتی ہے۔ امتحان کا نصاب درج ذیل ہے :-

(۱) بچوں کے لئے تاریخ احمدیت مؤلفہ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قبل از بعثت کے مختصر حالات

(۳) صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام از قرآن کریم

(۴) سورۃ البقرہ کی ابتدائی سترہ آیات زبانی

(۵) انٹرویو معلومات عامہ متعلقہ اسلام و احمدیت ملک کے موٹے موٹے جغرافیائی اور سیاسی حالات۔

قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ

تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھو

اور اسلام کی خاطر آنے والے خطرات کے لئے تیار رہو۔

فرمودہ سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"خدام الاحمدیہ کی تنظیم کی غرض یہی تھی کہ اگر کسی موقع پر قربانی کا موقعہ آجائے تو سو میں سے ننانوے نہیں بلکہ سو کے سو ہی اس قربانی پہ پورے اتریں یہ روح اگر تم میں پیدا ہو جائے تو پھر دنیا کی کوئی قوم تم پر ظلم نہیں کر سکتی۔ دنیا کی کوئی طاقت تمہارے آگے کھڑی نہیں ہو سکتی۔ یہ تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ تمہاری اکثریت ایک ایسے ملک میں ہے جہاں کی حکومت جمہوریت کے اسلامی اصول کی پابندی کرتے ہوئے حتی الامکان ظلم و ستم ہونے نہیں دیتی۔ لیکن تم نے صرف ایک ملک تک محدود نہیں رہنا تم نے ساری دنیا میں اسلام کا جھنڈا گاڑنا ہے اور دنیا میں آج بھی ایسے ملک موجود ہیں جہاں پہ مذہب کے نام پر ظلم ہوتا ہے۔ جہاں تلوار کے زور سے عقائد کو تبدیل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے پس تمہارا فرض ہے کہ تم ایسے ممالک کے حالات کے لئے بھی اپنے آپ کو تیار رکھو تاکہ وقت آنے پر تم کمزوری نہ دکھلا سکو۔"

"پس تم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ایسے حالات کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھے جب کہ ایک طرف ایمان ہو اور دوسری طرف تلوار۔ ویسے تو اس وقت تم میں سے ہر ایک جذباتی طور پر کہہ دے گا کہ ہم جانیں دے دیں گے مگر اپنے ایمان پر قائم رہیں گے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر چیز تیاری اور وقت چاہتی ہے اس سال جو حالات پیدا ہوئے ہیں ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری پہلی بلوغت کے ساتھ ہی تمہیں ہوشیار کر دیا ہے تاکہ تم آنے والے خطرات کے مقابلہ کے لئے تیاری کر سکو۔"

"اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ بارہ سال کی اس بلوغت تک پہنچنے کے بعد کیا تمہاری عقلیں اتنی تیز ہو گئی ہیں کہ تم ہر طرح کے خطرات کا مقابلہ کر سکو۔ یوں تو مومن خدا تعالیٰ کے حکم کے ماتحت اپنی حفاظت کرتا ہے۔ لیکن اگر ایک طرف تمہاری جان ہو اور دوسری طرف ایمان تو کیا تم میں سے ہر ایک کی روح بلا تردد و بلا تامل اور فوری طور پر اپنی جان کو خدا اور اپنے درمیان حائل سمجھتے ہوئے اسے قربان کرنے کا فیصلہ کر سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل نے تمہیں ہوشیار کر دیا ہے اب تم اپنے دلوں کو مضبوط کرو اور آنے والے خطرات کے لئے تیاری کرو ... ... اپنے آپ کو ایسے مقام پہ کھڑا کرو جس کے بعد تمہیں یقین ہو جائے کہ تم ہرگز بزدلی نہیں دکھاؤ گے۔ اس کے لئے تیاری کرو مگر یہ تیاری اسلامی طریق کے مطابق ہونی چاہیئے ایسی تیاری کرنے کے دنیا میں دو ہی طریق ہیں۔ ایک یہ کہ جسموں کو مضبوط بنایا جائے۔ اس کی مثالیں نپولین، ہٹلر، چنگیز خان اور تیمور سے مل سکتی ہے اور ایک تیاری روح کی مضبوطی اور پاکیزگی کے ذریعہ حاصل ہوتی ہے اس کی سب سے روشن اعلیٰ اور ارفع مثال دنیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے مقدس وجود میں دیکھ چکی ہے پس تم ہٹلر نپولین یا چنگیز خان اور تیمور کی بجائے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھتے ہوئے تیاری کرو لیکن یہ نمونہ دنیوی مثالوں سے سینکڑوں اور ہزاروں گنا بالا ہے بلکہ اتنا بالا ہے کہ آج بھی فرشتے اس پہ مرحبا کہہ رہے ہیں۔"

(الفضل یکم نومبر ۱۹۵۲ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اعلانات نکاح

۱۔ عزیزم مکرم شیخ محمود احمد صاحب اسسٹنٹ منیجر زمینوز پاک لمیٹڈ لاہور ابن مکرم ماسٹر محمد عمر الدین صاحب آف سرگودھا حال مقیم ربوہ کا نکاح عزیزہ امۃ اللطیف صاحبہ بٹ بنت مکرم عبدالحمید صاحب بٹ دارالرحمت وسطی ربوہ سے بعوض مبلغ پانچ ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے مسجد ناصر ربوہ میں مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۷۲ء کو پڑھا۔
احباب جماعت سے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔
(عطاء الکریم شاہد مربی جماعت احمدیہ کیمبل پور۔ حال وارد ربوہ)

۲۔ مورخہ ۱۸/۸/۷۲ بعد نماز عصر محترم قاضی محمد نذیر صاحب فاضل ناظر تصنیف و اشاعت لٹریچر نے برادرم چوہدری نصیر احمد صاحب تنویر ابن چوہدری فضل قادر صاحب ساکن ربوہ کا نکاح عزیزہ خالدہ مسرت بنت مکرم سردار محمد موسے صاحب مرحوم لاہور کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے حق مہر پر مسجد مبارک میں پڑھا۔
خالدہ مسرت صاحبہ سردار محمد یوسف صاحب مرحوم سابق ایڈیٹر اخبار نور قادیان کی پوتی ہیں۔ اور مکرم و محترم جناب حکیم محمد عبداللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم کی نواسی ہیں۔
احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت کرے
(قریشی محمد سعید۔ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ)

درخواست دعا

عزیزم چوہدری اقبال احمد صاحب آف چک ۳۱۲ ج۔ب کٹھو والی ضلع لائل پور گاڑی کے حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں اور ان کی ایک ٹانگ کاٹ دینی پڑی ہے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے خاص فضل و کرم سے جلد از جلد شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔
(فضل احمد خان آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ۔ ربوہ)

۲۔ کل مورخہ ۱۳ ستمبر بروز جمعرات میرے چھوٹے بھائی عزیزم بابو عبدالحمید کا یونائیٹڈ کرسچن

ہسپتال گلبرگ لاہور میں گردے کا اپریشن ہو رہا ہے
احباب کرام کامیابی اپریشن اور صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمادیں۔
عبدالشکور ابن ڈاکٹر عبدالغنی مرحوم
... سیالکوٹ

۲۔ میرے والد صاحب مکرم عبدالغفور آصم تین ماہ سے عارضہ یرقان میں بیمار ہیں احباب شفا یابی کے لئے دعا فرمائیں (... محمود و مغل پورہ لاہور)

مکرم شیخ روشن دین صاحب تنویر مرحوم
سابق ایڈیٹر الفضل
کا
مجموعہ کلام
زنجیر گل
انتخاب و تعارف: لطیف قریشی
قیمت: ۹ روپے
اپنے شہر کے ہر اچھے کتب فروش سے حاصل کریں
ربوہ میں ملنے کا پتہ: مون لائٹ جنرل سٹور گولبازار ربوہ
ناشر: خالد ندیم پبلیکیشنز کشمیری بازار راولپنڈی
آرڈر خالد ندیم پبلیکیشنز زونل ریجنل ... لاہور کو ارسال کریں

دانت مت نکلوائیے
جناب احسان الٰہی صاحب ادھا سٹریٹ انڈن بھاٹی گیٹ لاہور فرماتے ہیں:-
میری اہلیہ کو پائیوریا (گوشت خورہ) کی پرانی تکلیف تھی۔ ڈینٹل سرجنوں نے لاعلاج قرار دے کر چند دانت نکال بھی دیئے لیکن امیجی پائیوریا کے استعمال سے ان کو مکمل شفا حاصل ہوئی ہے۔ ایک پاکستانی ادارہ نے ایسی دوا ایجاد کر کے ملک کے وقار کو بلند کر دیا ہے۔ قیمت فی کورس -/۱۰ روپے خرچ پیکنگ و ڈاک -/۱
نیو راجہ میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ... کراچی
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ فون ۶۹

تصحیح

۱۔ الفضل ۱۰ ستمبر میں فارم رشتہ مجالس کے زیر عنوان جو اعلان شائع ہوا ہے وہ قائد مال انصار اللہ مرکزیہ کی طرف سے سمجھا جائے۔

۲۔ الفضل ۵ ستمبر میں اطفال ربوہ کی سالانہ تربیتی کلاس میں سوم آنے والے بچے لئیق احمد طاہر کے والد کا نام اس طرح پڑھا جائے۔ "نعیم احمد صاحب" احباب تصحیح فرمالیں۔

6366
مکرم سید ظہور احمد شاہ صاحب
منیجر زرعی ترقیاتی بنک آف پاکستان
بہاولنگر